مختصر حالاتِ زندگی ۔ مولانا مرزاگل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

نام ونسب :- مرزاگل ولد قادر شیر ولد سید احمد ۔

خاندان :- پشتونوں کے یوسفزئی قبیلے کے ذیلی شاخ "تاجوخیل"
سے تعلق ہے ۔ تاجوخیل کے جدِ امجد "تاجو بابا" (یا بقولِ بعض "تاج محمد")
کے اولاد و احفاد میں "طورہ بازخان" کی اولاد گاؤں انبار میں آباد ہے۔
اور اکثر بڑے عمر کے لوگوں کے مطابق یہ انبار کے اصلی اور اول رہنے والے ہیں
اس لحاظ سے انبار ہی مولانا صاحب کا اصلی اور آبائی گاؤں ہے، اور وفات تک یہاں رہے ہیں

پیدائش :- گاؤں انبار ہی جائے پیدائش ہے ۔ لیکن اُس زمانے
کے عام رواج کے مطابق آپ کی حقیقی تاریخِ پیدائش کہیں پر بھی درج
موجود نہیں ہے ۔ لیکن خود مولانا صاحبؒ کے بیان کے مطابق جب
پہلی بار شناختی کارڈ بن رہا تھا تو ایک بابو صاحب نے اندازاً
1935ء لکھی ہے۔ اور وہی سارے بعد کے کاغذات میں موجود ہے۔

خاندان کی حالت :- مالی لحاظ سے خاندان متوسط حالت کا حامل تھا
کھیتی باڑی کرنے والے تھے۔ اور علمی اور دینی لحاظ سے وہ کوئی
خاص اہمیت کا حامل خاندان نہ تھا۔ کیونکہ (معلوم تاریخ کے مطابق)
آپ سے پہلے آپ کے خاندان میں کوئی عالم یا دینی شخصیت نہیں گزری۔
اور اس بات کا علم اور احساس خود مولانا صاحبؒ کو بھی تھا۔
اس لئے وہ شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ کی طرح اس بات پر اللہ کا
شکر ادا کرتے تھے اور اللہ کا خصوصی فضل سمجھتے تھے کہ ایسے
خاندان سے ہوتے ہوئے بھی اللہ نے علم کی دولت سے نوازا۔

بچپن: مولانا صاحبؒ کے بھائیوں اور بچپن کے بعض دوستوں کے بیان کے مطابق آپ بچپن سے ذہین، خوش اخلاق کے مالک اور باہمت تھے۔ اور اس کی وجہ یہی سمجھ آتی ہے کہ آپ نے (زمیندار خاندان سے تعلق کی وجہ سے) اپنے مال مویشیوں کو پالا تھا اور سخت جفاکشی کے کام کئے تھے۔

عصری تعلیم: اُس زمانے میں خود مولانا صاحبؒ کے بیان کے مطابق اکثر عوام لوگ سکول جانے کو معیوب تصور کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کے مطابق ایک تو انگریزی حکومت غلط تعلیم کے ذریعے بچوں کو دین سے برگشتہ کرتے تھے۔ اور دوسرا وہ نوکری وغیرہ کرنے کو بھی غلامی کے مترادف سمجھتے تھے۔ اس لئے مولانا صاحبؒ نے بھی عصری تعلیم حاصل نہیں کی۔ اور مولانا صاحبؒ پشتو کا وہ قطعہ اکثر سنایا کرتے تھے جو اُس زمانے کے لوگوں کے ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔

"سبق د مدرسې وائي - د پاره د پیسې وائي
جنت کې به ئې ځای نه وي - دوزخ کې به ګسیږي وي"

لیکن عصری تعلیم نہ ہونے کے باوجود دینی تعلیم کی بنیاد پر قابلیت و اہلیت اتنی تھی کہ کسی زمانے میں حکومت نے تعلیم بالغان کے نام سے ایک عصری تعلیمی نظام شروع کیا تھا اور آپ کو باقاعدہ اس میں استاذ مقرر کیا گیا تھا۔

ابتدائی دینی تعلیم: ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم اپنے اُس زمانے کے امام مسجد مولوی محمد حسین عرف امام اُستاذ سے حاصل کی۔ امام اُستاذ وہی شخص ہیں جس نے بعد میں آپؒ کو امامت سپرد کردی، وہ خود بھی تقریباً ۳۵ سال اس مسجد میں امامت کر چکے تھے۔

باقاعدہ دینی تعلیم (درس نظامی) سے علماء کرام بہت محبت تھی۔ لیکن
پہلے علم کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ پھر اللہ کے فضل و کرم سے
کچھ واقعات وحالات باعث بن گئے اور ایک طالب العلم کیساتھ
طلب علم کیلئے چل گئے۔

جامعہ حقانیہ میں داخلہ: چونکہ درس نظامی کیلئے دوسرے علاقوں
میں جانے کیلئے وہاں کی زبان سے واقف ہونا ضروری تھا۔ اور عصری تعلیم
نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو دوسری زبانیں بولنے اور سمجھنے میں دشواری تھی۔
اس لئے اپنے علاقے ہی میں اپنی مادری زبان "یوسفزئی پشتو" میں تعلیم
حاصل کرنے کیلئے جامعہ حقانیہ میں داخلہ لیا۔ جوکہ اُس زمانے میں اس سارے
پشتونہ علاقے میں درس نظامی اور فنون کی تدریس میں معیاری ادارہ تھا

آغاز تعلیم: آپ کے اپنے بیان کے مطابق آپ نے حقانیہ میں
درجہ اولیٰ میں داخلہ اُس سال لیا تھا جس سال ایوب خان کی حکومت
بنی تھی۔ (جوکہ 1958ء بنتا ہے).

اسباق اور کتب: اُس زمانہ میں درس نظامی کا
جو مروجہ نصاب تھا۔ وہ ساری کتابیں حقانیہ میں مختلف اساتذہ
سے پڑھی تھیں۔ یہاں تک کہ بہت سے فنون کی وہ کتابیں جو
موجودہ نصاب میں شامل نہیں ہیں وہ بھی آپ نے سبقاً پڑھی تھیں

اساتذہ: مولانا محمد علی صاحب۔ مولانا مفتی یوسف صاحب بونیری۔
مولانا عبد الحلیم صاحب زروبوی۔ اور شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب آپ کے
فنون کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

فراغت و دورہ حدیث: خود مولانا صاحب کے بیان کے مطابق 1965ء کو
آپ نے جامعہ حقانیہ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کرلی۔

تاریخ ______ دن ______

تدریس :- زمانہ طالب علمی کے دوران بعض طلباء کو چند کتابیں پڑھائی تھیں اور پھر بعد میں حالاتِ زمانہ کی وجہ سے تدریس کا موقع نہیں ملا۔ اگرچہ آپؒ کے بیان کے مطابق شیخ القرآنؒ نے بار بار تقاضا کیا کہ پنج پیر آکر طلباء کو فنون کی کتابیں پڑھاؤ۔ کیونکہ شیخ القرآنؒ کو آپ کے "فنون میں قابلیت" پر اعتماد تھا۔ لیکن گاؤں میں مسئلہ توحید اور سنتِ نبویہ کے قدموں کیلئے بہت یکسوئی اور فراغت کیساتھ کام کرنے کی ضرورت تھی۔ اس لئے آپ نے تدریس نہیں کی۔

شیخ القرآنؒ سے تعارف :- اُن کے بیان کے مطابق رسمی تعارف تو طالب علمی کے زمانے سے تھا (کیونکہ شیخ القرآنؒ تو دوستوں اور دشمنوں میں ابتداء ہی سے مشہور ہو چکے تھے) لیکن آپ کی باقاعدہ تعلق کا آغاز تب ہوا جب ۔۔۔ نے ۱۹۔۔ء میں ایک طالب علم کے ساتھ قرآن مجید دیکھا جس میں اُس نے پنج پیر شیخ رحمہ سے بعض تفسیری مشکلات و فوائد لکھے تھے۔ اور پھر اُس طالب علم سے شیخ القرآنؒ کی علمیت، حق پرستی اور تفسیرِ قرآن میں مہارت کی تعریف سُنی اور پنج پیر چلے گئے۔ اور اسطرح شیخ القرآنؒ سے شاگردی، دلی محبت اور تعلق کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو اُن کی وفات تک نہ ٹوٹا۔ اور آج تک دونوں طرف کے جانشینوں میں بھی وہی محبت قائم ہے۔

شیخ القرآنؒ سے رشتہ تلمذ :- ابتداء میں شیخ القرآنؒ صرف درسِ قرآن دیتے تھے اور سارا زور مسئلہ توحید پر ہوتا تھا۔ آپؒ نے مسلسل اُن سے قرآن پاک پڑھنا اور اُن کی تقاریر میں شرکت کرنا معمول بنا لیا۔

دستخط معلم /معلمہ ______

تاریخ ____ دن ____

اور پھر جب شیخ القرآن رح نے شیخ الحدیث مولانا محمد یار بادشاہ صاحب رح کو
بلا کر دورہ حدیث پڑھانا شروع کر دیا تو آپ نے شیخ القرآن رح
کی محبت میں سارے مشاغل اور مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر
دوبارہ اُن سے دورہ حدیث پڑھنا شروع کیا۔

صحیحین کا درس شیخ القرآن رح سے اور ابوداود و ترمذی کے اسباق
شیخ الحدیث صاحب سے لے کر سند الفراغ سے نوازے گئے۔

شیخ القرآن سے محبت :- آپ رح کو شیخ القرآن رح سے محبت تھی۔
اور بہت محبت تھی جس کا اظہار اپنے قول و فعل سے کرتے تھے۔
شیخ القرآن رح کی خدمت کرنے اور شاگردی اختیار کرنے پر ہمیشہ فخر کیا
کرتے تھے۔ شیخ رح کی وفات ( ) کے بعد سے لے کر اپنی
وفات تک جب بھی شیخ رح کا تذکرہ سنتے یا اُن کی ریکارڈ کی
ہوئی آواز سنتے تو آبدیدہ ہو جاتے اور شیخ رح اور اُن کے
شاگردوں اور خاندان والوں کو دعائیں دیتے۔

آپ رح فرماتے کہ میں نے اپنے شیخ محترم رح کے گھر کی بہت سی خدمات
انجام دی ہیں۔ اور اُن کے ساتھ اُن کے کھیتوں میں کئی بار
کئی کئی دن تک کام کیا ہے۔ اور پھر اس پر اللہ کا بھی شکر ادا کرتے
کہ اُن خدمات کی وجہ سے توحید و سنت بیان کرنے کی توفیق ملی۔

شیخ القرآن رح کی آپ سے محبت :- شیخ رح بھی اپنے اس شاگرد کے
ساتھ بہت محبت و شفقت سے پیش آتے۔ جس کے
گواہ آپ کے ساتھی اور بہت سے لوگ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی سراج الدین صاحب حفظہ اللہ نے ایک دفعہ
(مولانا صاحب رح کے جنازے کے موقع پر) تقریر کرتے ہوئے کہا تھا،

دستخط معلم /معلمہ ____

کہ جب ہم چند ساتھی شیخ القرآن رح سے پڑھ رہے تھے تو
شیخ القرآن رح اُس وقت تک سبق شروع نہ کرتے جب تک
انبار مولانا صاحب گاؤں سے پہنچ نہ جاتے۔ اور مفتی صاحب
کے بقول شیخ القرآن رح طلبہ کے اصرار کے باوجود کہتے کہ
صبر کرو جب انبار مولانا آجائے تب شروع کریں گے
اور شیخ القرآن امیر محترم مولانا محمد طیب صاحب طاہری نے
ایک دفعہ خود مولانا صاحب رح کو کہا کہ مجھے وہ وقت یاد ہے
جب شیخ القرآن رح نے بیرون ملک سے نئی کتابیں منگوائی تھیں
اور آپ کو (انبار مولانا صاحب) کو بلا کر کہا تھا کہ اس میں
اپنے لئے کتابیں ڈھونڈ لو۔ یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔
اور شیخ القرآن امیر محترم حفظہ اللہ نے کئی بار کہا ہے
کہ میں نے زندگی کی پہلی باقاعدہ تقریر انبار مولانا صاحب
کی مسجد میں کی تھی۔
شیخ القرآن رح کے خاندان سے محبت:- شیخ کی زندگی میں
اور شیخ رح کی وفات کے بعد مولانا صاحب رح نے اُن کے خاندان
اور بیٹوں سے محبت کا تعلق برقرار رکھا۔
اپنے اولاد کو اور ساتھیوں کو بھی ہمیشہ یہی نصیحت
کرتے تھے کہ شیخ رح سے اور ان کے خاندان سے محبت کرو
اُنہوں نے ہمیں توحید سکھائی ہے۔ اور کتاب اللہ
سکھایا ہے۔
اور امیر محترم حفظہ اللہ کو کئی بار کہا تھا کہ جس طرح میں نے
شیخ القرآن رح کے بعد آپ سے قرآن پڑھا ہے اور آپ

کی شاگردی اختیار کی ہے اسطرح آپ کے بعد محمد یان مرحوم کی شاگردی کروں گا۔ (لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اور محمد یان شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے)۔

اور پھر محمد یان مرحوم کی حادثہ پر خوب روئے تھے اور شیخ حفظہ اللہ کو تسلیاں دیتے تھے۔

امامت و خطابت :- مولانا صاحب کے بیان کے مطابق 1965ء میں جب جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے فراغت ہوئی تو گاؤں کے مسجد کے امام (جو مولانا صاحب کے ناظرہ کے استاد بھی تھے) محمد حسین صاحب نے ضعف و کمزوری کی وجہ سے استعفیٰ پیش کر دیا اور خود اپنے بعد مولانا صاحب کو اپنے مصلے پر کھڑا ہوئے اور امامت کرنے کا کہا۔ اور پھر آپ نے اپنے وفات سے چند مہینے قبل اپنے بیٹے محترم مولانا امداد اللہ صاحب حفظہ اللہ کو یہ ذمہ داری سونپ دی۔ اسطرح تقریباً 55 سال نہایت مستعدی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ امامت کے فرائض سرانجام دئے۔

توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید :- آپ نے امامت کو ذریعہ معاش نہ بنایا بلکہ عوام کی دینی ذہن اور دعوت و اصلاح کو اپنا فرض سمجھ کر ادا کیا۔

آپ جب امام بنے تو گاؤں میں دوسرے علاقوں کی طرح مشرکانہ عقائد اور مشکلات میں غیر اللہ کو پکارنا عام بات تھی۔ قبروں پر جاکر پیسوں اور خوراک کے مختلف چیزوں کے ذریعہ نذر لغیر اللہ کا رجحان تھا۔ اور گاؤں میں کئی جگہ قبروں کو عبادت گاہ بنالیا گیا تھا۔

اسی طرح بہت سارے بدعات و منکرات جیسے کہ رمضان کی ستائیسویں شب
کی تخصیص سورۃ ملک اور سورۃ روم پڑھنے کیلئے۔
اسی طرح سورۃ ملک پڑھنے کیلئے ہر شب جمعہ کی تخصیص۔
بارش بند نہ ہونے کی صورت میں مسجد کے چاروں کونوں میں
آذان دینا۔ اور بہت ساری خرافات و منکرات جیسے تیجہ،
چالیسواں، برسی وغیرہ کی آپ نے سختی سے تردید کی۔
اور آپ کی محنت سے یہ سارے شرکیات و بدعات گاؤں سے ختم
ہو گئے۔

گاؤں انبار میں ایک قبر (بڑیچ بابا۔ بڑیچ قوم کے ایک بزرگ) جس
کو گاؤں والے بڑیسے بابا کہتے ہیں۔ اُس کی قبر کے پاس نئی نویلی
دُلہن کو گھر جانے سے پہلے ڈولی میں لایا جاتا تھا۔ اور پھر طواف
کی چکروں کی طرح قبر کے گرد چکر دیئے جاتے تھے اور پھر گھر لے جاتے تھے،
اس کو باعث برکت سمجھا جاتا تھا۔ آپؒ کی محنتوں سے
لوگوں کو اس خلافِ شرع کام سے نجات ملی۔

اسی طرح انبار میں بارش نہ ہونے کی صورت میں ایک مخصوص قبر
(تارپٹار بابا) سے ایک پتھر اُٹھا کر ایک کنویں میں پھینک دیتے تھے،
اور پھر جب بارش بند نہ ہوتی تو کہتے کہ بابا کو غصہ آیا ہے
اس لئے کوئی اُتر کر اُس پتھر کو نکالو۔ تو بارش رُک جائے گی،
آپؒ نے اس کی تردید کرتے ہوئے لوگوں کو شرعی استسقاء
اور اللہ سے فریاد کرنے کی تعلیم دی اور یہ بدعت بھی ختم ہو گئی۔

آپؒ نے شادی اور غمی کے موقعوں پر ہونے والے بدعات
کی سختی سے تردید کی اور اللہ کے فضل سے لوگوں کو چھٹکارا ملا۔

قریبی گاؤں ھنڈ میں خان خانان بابا کے نام سے ایک قبر ہے جس سے لوگ اولادیں اور مرادیں مانگتے
تھے۔ آپؒ کی محنت سے وہ شرکیات و بدعات ختم ہو گئے۔

دستخط معلم/معلمہ

تکالیف و مصائب: ہر حق پرست کی طرح آپؒ کو بھی بے شمار تکالیف
کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپؒ استقامت و ہمت کے پہاڑ ثابت ہوئے
آپؒ کے اپنے خاندان کے بہت سے بڑے اور بزرگ آپؒ کے خلاف تھے
اور گاؤں والے بھی ابتداء میں سخت مخالفت کرتے تھے۔
یہاں تک کہ آپ کے مصلیٰ کے نیچے قتل کی دھمکیاں لکھ کر کاغذ
رکھے گئے۔ لیکن آپؒ نے اپنا کام اور اپنی دعوت جاری رکھی۔

انبار اور قریبی علاقے کے سارے تعویز فروش اور دین کے نام
پر کمانے والے آپؒ کے خلاف محاذ بنائے ہوئے تھے - اور عوام
کو موقع بموقع آپ کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔

ایک موقع پر ایک آدمی (جو اب خود بھی بارگاہِ الٰہی میں پیش ہے) نے باقاعدہ
ہزاروں روپے دے کر ایک پیشہ ور قاتل کو آپ کے قتل کے لیے تیار کیا تھا اور وہ گاؤں
انبار کے چکر لگا کر صحیح موقع کی تاک میں تھا - کہ اس دوران
ایک مخلص آدمی کو اس بات کی خبر ہو گئی اور اللہ کے فضل سے
اُن کی سازش ناکام ہو گئی۔

لیکن اللہ کے فضل سے سارے مخالفین خود شکست خوردہ
ہو گئے۔ اور پھر سارے گاؤں والوں نے دیکھا کہ اُن مخالفت کرنے والوں
کی زندگی بھی بدترین اور تنگ ہو گئی اور ان کی موت بھی ایسی حالتوں
میں واقع ہوئی جس سے ہر مسلمان اللہ کی پناہ مانگتا ہے -

جماعت اشاعت سے تعلق: آپؒ جب سے شیخ القرآنؒ سے
وابستہ ہوئے اُس وقت سے جماعت کے ایک رکن کے طور پر اور اپنے
گاؤں کے ایک سربراہ اور نمائندہ کے طور پر ہر شوریٰ میں شرکت
کرتے اور باوجود یہ کہ گاؤں میں کوئی تنظیمی ڈھانچہ نہیں تھا،

اور آپ اکیلے تھے لیکن پھر بھی آپ کی اخلاص و محبت کو دیکھتے ہوئے
تنظیم والوں نے آپ کی مسجد میں شوریٰ کرنے کی سالانہ جاری
مقرر کی تھی۔ اور پھر تنظیم کی طرف سے مقرر کئے جانے والے
مالی خدمات بھی آپ اپنی جیب سے ادا کرتے (باوجود غربت کے)
اور کبھی اس سے حصہ نہیں لیتے۔

دوسرے اکابرین سے تعلق: شیخ القرآن رح کے علاوہ آپ رح نے
چند دن شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رح کے ہاں بھی شاگردی
اختیار کی تھی اور پھر زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے واپس آئے تھے
لیکن اُن چند دنوں میں شیخ القرآن غلام اللہ خان رح سے
اتنی محبت تھی کہ ہمیشہ اُن کو اپنے استادوں میں شمار کرتے تھے۔
اور اُن کی بہادری اور ہمت کی تعریف کرتے تھے۔

اور آپ رح کے بیان کے مطابق راولپنڈی کے کچھ مبتدع اور شریر قسم
کے لوگوں نے مسجدوں پر ناجائز قبضہ کر کے وہاں سے موحدین کو نکالا تھا
تو شیخ القرآن غلام اللہ خان رح نے آپ رح اور چند دوسرے پشتون شاگردوں
کے ذریعے اُن مساجد کو دوبارہ اُن مفسدین سے آزاد اور خالی کرا کے
موحدوں کے حوالے کر دیا۔

اسطرح اشاعت کے دوسرے اکابرین (جن کو آپ رح نے دیکھا تھا یا نہیں دیکھا تھا)
جیسے کہ شیخ المفسرین مولانا حسین علی رح۔ قاضی شمس الدین رح۔ مولانا سید عنایت اللہ شاہ
بخاری رح اور محقق زمان مولانا محمد حسین شاہ نیلوی رح سب کو آپ دعاؤں
اور تعریفوں کے ذریعے یاد کرتے۔ اور دوسرے ساتھیوں کو بھی
ان علماء کی عزت کرنے ان کی علمی تحقیقات سے فائدہ اٹھانے
اور اُن کیلئے دعا کرنے کا کہتے

علماء کی صحبت :- آپ نے خود بھی اپنے سارے علماء کی مجلسوں میں
شرکت کی تھی۔ اور ان سے موقع بموقع ملاقاتیں کی تھیں
جیسے کہ جامعہ عثمانیہ میں تحصیل علم کے دوران شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ
کے ساتھ تھوڑی مدت تک رہے تھے۔ اور جامعہ اشرفیہ میں مولانا ادریس کاندھلویؒ،
مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور اپنے سارے
علماء کو دیکھا تھا۔ اور پھر شیخ القرآن محمد طاہرؒ کی صحبت اور
شاگردی نے تو سونے پہ سہاگہ کا کام کیا۔
اس لئے آپ اپنے ساتھیوں اور اولاد کو بھی حق پرست علماء کی
صحبت اختیار کرنے اور سلسلہ اشاعت کے ساتھ بہترین تعلق قائم
رکھنے کا کہتے۔

ذاتی اوصاف :- آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا
جس کا اقرار ہر وہ شخص کرے گا جو آپ کے ساتھ کچھ مدت تک
رہ چکا ہو یا آپ کی زندگی کا مشاہدہ کیا ہو۔
آپ میں تکبر نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ آپ عاجزی اور انکساری کے
پیکر تھے۔ آپؒ میں استغناء و توکل کا مادہ کوٹ کوٹ کر
بھرا ہوا تھا۔ آپ شرکیات و بدعات اور ہر قسم حرام و منکرات
سے حد درجہ متنفر تھے۔ اور ہمیشہ توحید و سنت کی اشاعت
اور درس قرآن کو عام کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔

تصانیف :- عصری تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے اور پھر مدرسہ میں بھی کتابت
کی جگہ حفظ اور حافظہ کو استعمال میں لانے کی وجہ سے آپؒ کو لکھائی میں
بڑی دشواری تھی۔ اس لئے آپؒ نے کوئی باقاعدہ تصنیف نہیں کی ہے

بیماری اور ضعف :- استقامت اور حق پرستی کا یہ پیکر تقریباً 55 سال
لوگوں کی دینی اصلاح اور دعوت توحید و سنت اور تردید شرک و بدعت
میں مشغول رہ کر آخر بتقاضائے بشریت اور بمصداق "من بعد قوۃ
ضعفا" بڑھاپے اور بیماریوں (خاص کر ذیابیطس) کے چنگل میں
پھنس گئے اور پھر دیکھتے دیکھتے کمزوری اور ضعف جسمانی غالب آنے لگا۔
علاج بھی جاری تھا لیکن کچھ خاص افاقہ نہیں ہو رہا تھا۔
اور اس طرح کئی سال ان سب حالات کے باوجود آپ اپنا کام
اور درس قرآن جاری رکھے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ حلقہ نمبر 7 کے امیر مولانا
عبد القدوس باجا صاحب اور مفتی اعظم مفتی سراج الدین صاحب اور امیر محترم شیخ القرآن
صاحب بھی بار بار آپ کی بیماری کو دیکھ کر آپ کو کہتے تھے کہ
یہ سب ذمہ داریاں اپنے بڑے بیٹے مولانا امداد اللہ حفظہ اللہ کے حوالے کرو
لیکن آپ نے ہمت نہیں ہاری۔ اور آخر تک امامت اور درس کے فرائض سرانجام دیے
استعفیٰ :- پھر جون 2019ء کو بیماری کی شدت اور ساتھیوں کے اصرار کو دیکھ کر
خود نماز عصر کے بعد اپنی ذمہ داریاں اپنے بڑے بیٹے کے حوالے کرکے استعفیٰ دے دیا۔
وفات :- استعفیٰ دینے کے بعد بھی بیماری میں اضافہ ہو رہا تھا اور بالآخر
وہ وقت آگیا جس وقت جدائی جیسی تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور جو ہر ذی روح
کا انجام ہے۔ اور آپ نے 17 ستمبر 2020ء جمعرات کے دن کو ظہر کے وقت 2 اور 3 بجے کے
درمیان اس دار فنا کو چھوڑ کر دار بقاء کی راہ پر چل پڑے۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ
جنازہ :- اسی دن بعد از نماز عشاء 9:00 بجے آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور آپ کی وصیت
کے مطابق شیخ القرآن امیر محترم نے آپ کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ اور آپ کو آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا
اولاد :- دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے مولانا امداد اللہ صاحب آپ کے جانشین
ہیں اور چھوٹے بیٹے جناب ماسٹر حبیب اللہ صاحب آئی ٹی پوسٹ پر ہیں اور ہومیو پیتھک کے ڈاکٹر ہیں۔

دستخط معلم/معلمہ

بعد کے حالات :- آپ کے بعد آپ کی جاری کردہ خدمات ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ اور آپ کے بیٹے کی سرپرستی میں اب الحمد للہ تنظیمی ڈھانچہ اور تنظیمی کام برابر جاری ہیں۔